



www.urdu novelsmania.com

عشق رہے آباد تیرا

ثمینہ کنول سیال

Urdu Novels Mania Team©

www.urdu novelsmania.com

عشق رہے آباد تیرا

رائیٹر ثمینہ سیال

میرے بغیر رہنا ہوگا تمہیں بالے میں اتنی بہادر نہیں ہوں کہ
اپنے جوان بھائیوں کے سامنے نظر اٹھا کر بات کر سکوں
وہ میرا درد نہیں سنیں گے
بلکہ میرا قیمہ قیمہ کر دیں گے
بالے نے جھکی ہوئی نظریں اٹھائیں
کتنے خواب سچے تھے ان آنکھوں میں
وہ ستارے جیسی چمکتی آنکھیں
آج ویرانی لیے ہوئے تھی
تاب تو فلک احسان میں بھی نہیں تھی اسے
اس حال میں دیکھنے کی
میری طرف نگاہ اٹھا کر دیکھ مری فلک

تمہارا اٹھا ہوا سر اقبال کو اچھا لگتا ہے

میری وجہ سے جھکے یہ سر

میں خود کو اڑانہ دوں

میں آج ایک فیصلہ کر کے آیا ہوں

مجھ سے وعدہ کرو تم انکار نہیں کرو گی

اور اگر تم انکار کرو گی تو

خود کو نہیں بچا پاؤ گی اس عشق کی آگ سے

جس میں میں جل رہا ہوں

میرا قصہ تمام کر دو

مجھے ہجر کے عذاب سے نکال دو

اور خود اپنے بابا کی بھائیوں کی پگڑیاں بچا لو

ظن کر رہے ہوناں مجھ پہ

میری بے بسی کا مزاق اڑا رہے ہو

نہیں میں خود کو ہر آنے والی قیامت سے بچا رہا ہوں

تمہاری عزت خود سے زیادہ مقدس ہے مجھے

یہ لویہ لوڈڈ ہے

اس نے اپنا لوڈ کیا ہوا پسٹل نکالا اور

فلک کی گود میں اچھال دیا

وہ یکدم دور جا کھڑی ہوئی

یا کیا مزاق ہے

بالے کوئی خود کیسے اپنی جان لے سکتا ہے

ایسے ہی فلک جیسے تم مجھے اپنے اندر مار دو گی

کیوں نہ اپنی آنکھوں میں مار دو

تمہیں کوئی میری آنکھوں میں نہ پڑھ لے

یہ آگ کے جیسا ہے عشق

خود کو تو بعد میں پتہ چلتا ہے

پہلے زمانہ اس کی بوسونگھ لیتا ہے

تو کیا تمہیں عشق ہو گیا ہے

ہاں فلک محبت میں انسان جی لیتا ہے

عشق میں بتلا شخص نیم پاگل ہو جاتا ہے

اور اگر ناکام ہو جائے تو

زندہ نہیں رہتا مردہ سا ہو جاتا ہے

تن پہ رنگ نہیں رہنے دیتا

کہیں بسنے نہیں دیتا جوگی ہو جاتا ہے

بھکاری سے بھی بدتر

وہ آنسوؤں سے تر لہجے میں

کہیں کھو کر بول رہا تھا

فلک احسان کی محبت میں ڈوبے

اسے کوئی چارپانچ دن نہیں ہوئے تھے

اسے تو مدتیں ہو گئیں تھیں

اسے چاہتے ہوئے

اس نے ہوش سنبھالا تھا

تو بس فلک احسان کو ہی دیکھا تھا

وہ بن ماں باپ کو بچہ ہی نہیں تھا صرف

وہ تو مزار عول کا خون تھا

وہ تو ریاعا کا بچہ تھا

ان وڈیروں کے ٹکڑوں پہ پلا تھا

پھر کون اسے معاف کرتا

کیوں اسے معاف کرتا

فلک کا وجود گرمیوں کی چھاؤں جیسا لگتا

تو سردیوں کی دھوپ جیسا لگتا

اور فلک احسان دانش وڈیروں کی اکلوتی بیٹی اور اکلوتی بہن تھی

بڑے بھائی کی جان تھی

مگر جان سے زیادہ روایات پیاری تھیں

ماں تو پیدا کرتے ہی اللہ کے پاس چلی گئی

www.urdu novels mania.com

اور اسے چھوڑ گئی

دنیا کے تھپیڑے کھانے کے لیے

فلک کے ہر کام کے لیے تھا

اس کے سر کا خادم اقبال عرف بالا

اسے باہر کھلانے جانا ہے

بالا ساتھ ہے

اسے کھانا کھانا ہے

بالا کھلانے گا

اسے کھیلنا ہے تو بالے کے ساتھ

وہ اس کے سر میں تیل لگاتا

اس کی چٹیا کرتا

وہ ہم عمر تھے مگر

ایک عرش تھا

ایک فرش تھا

وہ وڈیروں کی لاج دلاری تھی

وہ وڈیروں کی لاڈلی کا

غلام تھا

وہ تو سچ مچ غلام ہی سمجھتا تھا

مگر جب وہ بچے تھے



زمین بھی کچے تھے

وہ اپنی ہر چیز بالے کودے دیتی

وہ سکول جاتی بالا بھی جاتا

مگر وہ سکول کے اندر ہوتی وہ

سارا دن باہر رہتا

اس کا کوئی دوست نہ تھا

اس کی کوئی سہلی نہ تھی

فلک جو کچھ پڑھ کر آتی

وہ آکر بالے کو پڑھاتی وہ بہت ذہین تھا

اس نے اپنے چھوٹے سے دماغ کے ساتھ

اپنے بڑے بھائی سے پوچھا

لالہ سائیں بالا سکول کیوں نہیں جاتا

بھائی نے جھک کر بہن کے ماتھے پہ بوسہ دیا

اور اسے کہا اگر بالا سکول جائے گا تو تیرے کون خیال رکھے گا

اور بالا خود بھی نہیں پڑھنا چاہتا

کیوں بالے ایسا ہی ہے ناں

اور اس کا خوف کے مارے سر اور بھی جھک گیا

کیوں کہ وہ اسے جو سبق ان سائیوں نے پڑھایا تھا

اسے ازبر ہو چکا تھا

اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اسے اس بات پہ بھی سزا ملے گی

کہ اس کی ان کی لاڈلی نے اتنی فکر کیوں کی

وہ گر جاتی تھی چوٹ اسے لگتی تھی

سزا بالے کو ملتی تھی

اسے خراش آتی تھی

بالے کا جسم سو جا دیا جاتا تھا

فلک اس سے نشانوں کا پوچھتی تھی

اور وہ اس کی اور بھی دیکھ بھال کرنے لگ جاتا

مگر کچھی وہ دکھانہ سکا فلک کو اپنے اندر اور باہر کے زخم

وہ جیسے جیسے بڑا ہوتا گیا

سائیں اسے پردے میں رکھنے لگے

مگر اسے جو اس کی عادت لگ چکی تھی
وہ عشق بن کر پلتا رہا

وہ روتا رہتا

گھٹنوں

بھاگتا رہتا گھٹنوں

اس کی شرارتیں یاد کر کر کے

اور بھی دیوانہ ہوا جاتا

فلک کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے وہ کئی کئی بار حویلی کے ان گنت عورتوں والے کام کرتا

پھر کہیں جا کر اسے فلک نظر آتی

مگر اس میں اتنی جرات نہ تھی کہ وہ

اپنے جذبات آشکار کر سکتا

میں فلک احسان دانش تم سے وعدہ کرتی ہوں

میں تمہیں اس طرح نہیں مرنے دوں گی
ہم دونوں ساتھ نہ جی سکے تو کیا ہوا بالے
اسے سب بالا کہتے تھے
مگر فلک اسے بالے کہتی تھی
وہ نام لینا بھی چاہتی تو یہ ممکن نہ
تھا

ساتھ مر تو سکتے ہیں
اس نے کھڑے کھڑے اسے غور سے دیکھا
وہ اپنا راستہ پہ چل پڑی
اور ہاں ایک اور بات
اس نے رک کر اقبال عرف بالے کو دیکھا
جو اسے جاتا دیکھ رہا تھا
اسی وقت سی جگہ پہ کل ہم دوبارہ ملیں گے
پسٹل دو لے آنا
اور چل پڑی

اس کی چال میں لڑکھڑاہٹ نہیں تھی
مگر آنسوؤں میں ڈوبی دو آنکھیں ضرور تھی
وہ سو رہی تھی

مجھے بھی تو عزت اتنی ہی پیاری ہے جتنی بابا سائیں جو ہے
جتنی بجا جبران کو ہے

اور انا انہیں ہے مجھ میں

اللہ کی تمام مخلوقات برابر ہے

یوں ہی نہیں کہہ دیا تھا

ہمارے پاک پیغمبر نے

کسی کو بھی کوئی فوقیت حاصل نہیں ہے کسی پہ

تو کیا لوگ نہیں جانتے کیا ان کے بڑے بزرگ بھی ایسے تھے

کیا ہم صرف نام کے دین دار ہیں

اس کے اندر سے بھی ایک آواز آئی تھی

فلک احسان کیا فرق ہے تم میں اور ان میں

ایک انسان کا قتل کرنے جا رہی ہو
اور خود خود کشی

کیا یہ دونوں کام غلط نہیں ہیں
اس نے سر کو جھٹکا دیا

سامنے وائٹ ہاٹوس جدید طرز پہ بنا
بڑے کر رو فرسے
اکڑا کھڑا تھا

جیسے اس مکین کے لوگوں کی یہی توشان ہو
فلک نے اندر قدم بڑھائے تھے

سامنے سے آتا شیر و (اس کے بچپن کے منگیتر)
سے نہ چاہتے ہوئے بھی سامنا ہو گیا

کہاں سے آرہی ہے بلبل میری
کتنی بار منع کیا ہے یوں اکیلی مت جایا کر باہر
آوارہ لگتی ہو مجھے اس طرح
اس کی سرخ آنکھوں میں دیکھ کر فلک آگے

بڑھنے لگی کیوں کہ وہ ہر وقت فل نشے میں ہوتا تھا

اور ابھی بھی بک بک کر رہا تھا

اسے اپنی انسلٹ آج ناجانے کیوں زیادہ فیل ہوئی

اس نے ایک جھٹکے سے لات ماری

جو اس کی کمر کو ہلا گئی تھی

تیری اتنی جرات فلک احسان دانش کہ توشیر و کو انور کرے

گھر میں میں ملازمین کی فوج تھی

مگر شیر و اس گھر کا اکلوتا چا زاد داماد تھا

نہ بھی ہوتا تو اسے

اتنا ہی اسے زود و کوب کرنے کا حق تھا

www.urdu novels mania.com

جتنا اس کے بابا کو

اور بھائیوں کو تھا

کسے کو لاڈلی بہن تھی

مگر عورت ذات تھی تو دلوں پہ کیسے راج کرتی

بہن بیٹی بیوی کو بس ایک ہی سبق پڑھایا جاتا ہے

گو نگے بہرے ہونے کا
 عورت پاؤں کی جوتی ہے
 اس نے اس ماں جیسی چاچی کو بھی دیکھا
 وہ کیسے اپنے بیٹے کو یہ سبق پڑھا رہی تھی تب اسے سمجھ نہیں تھی
 مگر وقت سے پہلے ہی وہ سمجھ رہی تھی
 فلک اس آفت کے لیے تیار نہیں تھی وہ منہ کے بل زمین بوس ہوئی تھی
 مگر وہ یہ بھی جانتی تھی کہ اسے بچانے کوئی ملازمین نہیں آسکتا
 اسے اپنی جنگ خود ہی لڑنی ہے
 وہ آج نہ اٹھ سکی تو تاحیات گردن اٹھا کر نہیں چل سکے گی
 وہ بالے کی اس خواہش کو رد بھی نہیں کرنا چاہتی تھی
 اور اس میں کوئی غلط بھی نہ تھا
 وہ بڑی پھرتی سے اٹھی تھی
 اور کمال مہارت سے
 اس کے پیٹ میں گھما کر لات رسید کی تھی

جو اس نے سکول میں کراٹے کی کلاسز لی تھیں اور بالے کے ساتھ کی گئی اس کی پریکٹس اس کی عزت نفس پہ لگی چوٹ کو تسکین پہنچا گئی تھی

وہ دوہرا ہوا تھا

مگر فلک کو اس وقت کچھ بھی نہیں سوجھ رہا تھا

وہ بہت صابر تھی

مگر آج کے زمانے کی تھی وہ لڑکی

اسے بھائی بھی مار لیتے تھے تو اتنی تکلیف نہیں ہوتی تھی

اسے اچھے سے یاد تھا

وہ جب چھ سال کی تھی اس سے دودھ نہیں پیا جا رہا تھا

وہ بھاگ رہی تھی دودھ سے بچ کر مگر بالا اس کے پیچھے اسے دودھ پلانے کے لیے دوڑ رہا

www.urdu novels mania.com

تھا

جب بابا سائیں اپنے کمرے سے اچانک نکلے

وہ ان سے جا کر لپٹ گئی

بابا مجھے دودھ نہیں اچھا لگتا

مجھے دودھ نہیں پینا

اس کے بابا نے اسے سمجھنے کا موقع بھی نہ دیا
 اور اپنی مضبوط لات سے اسے دور اچھال دیا
 آج کے بعد تیرے منہ سے
 انکار نہ سنوں
 تمہیں کس نے اختیار دیا کی تم اپنی مرضی ابھی سے چلاؤ
 اسے کہہ کروہ باہر نکل گئے
 فلک نے جلدی سے گلاس دودھ کا پکڑا اور ایک ہی سانس میں ندیوں کی طرح گھٹ کر گئی
 اسے چوٹ آئی تھی مگر اسے مرہم رکھنے والا
 صرف بالا ہوتا تھا
 وہ اس کے معصوم کندے پر سر رکھ کر کتنی دیر سسکتی رہی
 اور ساتھ بالا بھی اسے چپ کروانے کے آنسو بہاتا رہا
 وہ دونوں لازم و ملزوم تھے ایک دوسرے کی نظر میں
 ایک مقام تھا ان کا
 اپنی اپنی زندگی میں
 وہ کچھ سوچتے ہوئے اوپر روم میں بھاگ گئی

اسے معلوم تھا اب ایک نئی قیامت آنے والی ہے
 اور وہ اس کے لیے خود کو تیار کرنا تھا
 اسے اب اپنی جنگ خود لڑنی تھی
 میں بھی تو آپ لوگوں کا ہی خون ہوں ناں بابا
 پھر سرکش ہی سہی پھر ایک بیٹی غیرت کے نام پہ
 قربان ہو جائے میں ایسا نہیں ہونے دوں گی
 وہ آئینے میں ماتھے کی چوٹ دیکھتی
 ایک عزم سے پیچھے ہٹی تھی



روایتوں میں ڈوبی ہوئی
 اپنے ہی خون کے پیاسے
 بدلے کی آگ میں جلتے
 دو خاندان کبھی ایک ہو بھی پائیں گے
 یا یہ جنگ اب خون کی ہولی کھیلتی رہے گی

شیر زمان باہر نکل
 ارمان غصے میں اس کے دروازے کو لات مارتا
 اپنی مونچھوں پہ انگلیاں چلانے لگا
 گھر آ منے سا منے ہونے کی وجہ سے ارمان کو پہنچنے میں دیر نہیں لگی تھی
 شیر و آنکھیں مسلتے ہوئے کمرے سے باہر آیا
 کیا بات ہے ارمان اتنی صبح کون سی قیامت نازل ہو گئی ہے
 وہ اس کے گریبان پہ جھپٹا
 تھا اور دیوار کے ساتھ لگا کر کسی بھوکے شیر کی طرح دھاڑا فلک بہن ہے ہماری شیر زمان
 تیری ہمت کیسے ہوئی کہ تم اسے ہاتھ بھی لگا سکو
 وہ تیرے نکاح میں نہیں آئی ابھی
 اس کے دودو بھائی زندہ ہیں اسے سمجھانے کے لیے
 تو ہوتا کون ہے
 ہمارے ہی گھر میں آ کر اسے مارنے والا اسے بے عزت کرنے والا

کاش تیری کوئی بہن ہوتی تو سمجھ سکتا

بہنیں کیا ہوتیں ہیں

ماں نہ رہے تو

ماں بن جاتی ہیں

چھوٹی ہی کیوں نہ ہو

ماں کی طرح خیال رکھا ہے اس نے ہمارا

اور ماں کے بغیر ہی پالا ہے ہم نے ماں بن کر اسے

بابا کا لحاظ نہیں ہوتا تو زندہ گاڑ دیتا

میں تمہیں

مگر تم چاچا زاد بھائی ہو

اس لیے صرف وارننگ دیے جا رہا ہوں

آج کے بعد بھول جاؤ کہ فلک کو ہم تمہارے ساتھ بیاہ دیں گے

اس کی قسمت کا فیصلہ ہم بھائی کریں

گے اسے آنکھ اٹھا کر بھی مت دیکھنا

تو رو کے گامجے اتنا بڑا تو کب سے ہو گیا

ارمان خود آتا ہوں بتایا کے پاس
میں تمہیں جواب دہ نہیں ہوں
جا تو یہاں سے
شیر واپنی نثرٹ سیدھی کرتا
ارمان سے بھی پہلے باہر نکلا تھا

احسان دانش ڈائینگ پہ بیٹھے اپنے بیٹوں کا انتظار کر رہے تھے
جبران دانش رات کا ہی شہر گیا ہوا تھا
وہاں ان کا اپنا
پراپرٹیز ڈیلنگ کا تیزی سے ترقی کرتا بزنس تھا
وہ زیادہ تر وہی ہوتا تھا شہر زیادہ دور نہیں تھا
اس لیے وہ رات کو گھر ہی اجاتا تھا
ارمان دانش اور احسان دانش
جبران کے والد
بھی کبھی کبھی وہاں چلے جاتے تھے

وہ دونوں رات کو لیٹ نائٹ واپس آئے تھے
 مگر گل خان سے شام والا قصہ سن کر ارمان بھرک گیا تھا
 مگر احسان دانش نے بیٹے کو سختی سے منع کر دیا تھا
 کیونکہ شیر زمان اسے اپنا تیسرا بیٹا مانتے تھے
 وہ تھا بھی ان کے چھوٹے بھائی کا بڑا بیٹا
 اور بھائی ہارٹ اٹیک سے اس سے پہلے ہی رخصت ہو گئے تھے
 شیر و بھاگتا ہوا اندر آیا تھا
 بڑے بابا آپ نے روکا کیوں نہیں۔ ارمان کو
 اس نے بد تمیزی کی ہے مجھ سے
 تم اسی قابل تھے شیر زمان
 ارمان پیچھے سے آتا ہوا بولا
 احسان دانش خاموش تھا
 مگر ان دونوں کی تکرار سن کر اپنی چٹیر سے یکدم اٹھا تھا
 چپ ہو جاؤ تم دونوں
 میں ابھی زندہ ہوں فیصلہ کرنے کے لیے

باباجان آپ سنا دیں ان کو اپنا فیصلہ جو کچھ
 انہوں نے رات کو کیا ہے فلک کے ساتھ
 اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں بچتی کہ فلک کا نام بھی جوڑا جائے اس سے
 بڑے آباوہ بچپن کی منگ ہے میری
 وہ دس سال چھوٹی ہے تم سے
 شیر زمان

میں ویسے بھی اس بے جوڑ رشتے کے خلاف تھا
 تم نے اپنی اصلیت سامنے لا کر مجھے چوکنا کر دیا ہے
 ارمان ٹھیک کہہ رہا ہے شیرو
 تم بھول جاؤ فلک اور اپنے اس رشتے کو
 اور میں نے کوئی پکا نہیں کیا تھا اس رشتے کو اسی لیے آج تک کبھی کوئی نتیجہ سامنے نہیں آیا
 تھا

اچھا تو وہ ایک مزاق تھا رشتہ
 وہ اٹھ کر تالیاں بجانے لگا تھا
 مجھے نہیں منظور آپ سب کا یہ فیصلہ

میری شادی ہوگی تو فلک سے ہی
 اس نے مجھ سے بد تمیزی کی آپ سب کو نظر نہیں آیا
 وہ کھیتوں میں اپنے عاشق سے ملنے جاتی ہے آپ سب کو تب نظر نہیں آتی
 اپنی غیرت

منہ بند کر دے اپنا شیر زمان
 ارمان نے دھاڑ کر اس کا منہ پکڑا تھا
 مگر اگلے ہی پل دوہرا ہو گیا تھا
 شیرو کی لات اس کے پیٹ پہ پڑی تھی
 احسان دانش آگے بڑھے تھے مگر ارمان جلدی سے سنبھل کر
 اس کے سامنے آیا تھا
 مگر اس وقت شیرو کے سر پر بس آنا حاوی ہو چکی تھی

وہ باہر کو بھاگا تھا
 اپنے گھر سیدھا اپنا روم میں گیا
 اپنا ہمیشہ سے لوڈ کیا ہوا پسٹل نکالا
 اور اسی تیزی سے ارمان کے سر پہ پہنچ گیا

ارمان تیری آنکھوں کے سامنے جو کرنے جا رہا ہوں ناں تو دیکھتے رہ گا

شیر زمان مت بھولو کہ تم میرے سامنے

اپنے بڑے بابا کے سامنے کھڑے ہو

لیکن وہ ان سنی کرتا آگے بڑھا تھا

جب ارمان اس کے آگے آیا مگر وہ جوٹھان کر آیا تھا وہ اسے کرنا تھا

اس نے کچن میں سہمی کھڑی فلک کی کلائی پکڑنی چاہیے تھی جب اس نے ارمان کو آگے

بڑھتے دیکھا

اس نے ارمان پہ پسٹل تانا

شیر و احسان بھاگ کر آگے آئے تھے جب شیر زمان ساٹا نیگروبا تھا

اور گولی دل کو چیرتی ہوئی آر پار ہوئی

تھی

اس نے نفرت سے

اپنے تایا کو گرتے ہوئے دیکھا

ارمان اس پہ جھپٹا تھا

مگر دیر ہو چکی تھی

اس نے دونوں باپ بیٹے کو خون میں نہلا دیا تھا
فلک پیستی ہوئی اس کو باپ اور بھائی کی لاش پہ گرمی تھی
جب شیر زمان نے اس کو بے ہوش ہوتے ہوئے دیکھا اور اس کا کام اور بھی آسان ہو گیا
تھا

اس نے فلک کو بازوؤں میں اٹھایا اور۔ باہر گلی میں کھڑی
اپنی گاڑی کے پیچھے لٹاتا

آپنے روم میں گیا اور آپنے ضروری ڈاکو منٹس

اسے ٹی ایم کارڈ اور چیک بک اٹھاتا

گل خان پہ گھورتا

زن سے گاڑی باہر بھگالے گیا

ایس پی ہاؤس میں صبح کا وقت

آٹھ بجے کا ٹائم ہے

وہ لمبا چوڑا کسرتی جسم

فائیوٹ نائن انچ ہائیٹ

گندمی رنگت سیاہ

چمکتے بال

جن کو وہ ابھی ایک جھٹکے سے پیچھے

اڑاتا تو لیے سے سکھاتا ڈرائسنگ کے سامنے آیا تھا

اس کی ڈیوٹی کا آج پہلا دن تھا

بلیک پولیس والے یونی فارم میں

کلانی پہ گھڑی سجاتا

خود کو ایک بار پھر اسپرے میں نہلاتا

وہ ہواؤں میں۔ اڑ رہا تھا

اس نے اپنی چھڑی اٹھائی

سر پہ کیپ سجاتی

اور ایک ایک زینہ اترتا نیچے اتر آیا

اسلام و علیکم

صاب

بابا طفیل

میں آپ کا بیٹا ہوں
مجھے اب کبھی صاحب نہ کیسے گا
آپ ہی میری فیملی ہیں
آئیں بیٹھیں آپ بھی ناشتہ کریں
میرے ساتھ بیٹھ کر

وہ چیر پیچھے کھینچتا ڈائنگ کرسی پہ بیٹھتے ہوئے بولا

نہیں نہیں بیٹا میں آپ کے ساتھ نہی۔ نہیں بیٹھ سکتا
بیٹھے بابا میں نے کہا ہے ناں آپ اب خود کو کبھی بھی کمتر نہ سمجھیے گا
یہ بیٹا آپ کے ساتھ ہے
مجھے دیر ہو رہی ہے

نوج گئے ہیں میں نکلتا ہوں

اچھا بیٹا اللہ کی امان میں دیا

وہ تیزی سے کال سنتا باہر بھاگتا تھا

اماں تم حادق اور صادق کو لے کر ماموں کے ہاں چلی جاؤ
یہ تو نے کیا غضب کر دیا میرے پتر یہ تو نے کیا کیا
اماں تمہیں سب بعد میں بتاؤں گا
تم منکویہاں سے میں نہیں چاہتا کہ جبران حادق اور صادق
کو کوئی نقصان پہنچائے
پر پتر

اماں جو کہا ہے ناں وہی کرو بس
شیر و نے اپنی والدہ کو کال کر کے
گھر سے نکلنے کا بول دیا تھا
وہ گاڑی کو او نیچے نیچے راستوں پر سے اڑاتا ہوا لے جا رہا تھا
ہواؤں کے جھونکوں کی طرح تیز رفتار گاڑی ہچکولے کھا رہی تھی
ایک تنگ گلی میں ایک جھٹکے سے گاڑی روکتا
وہ تیزی سے نیچے اترا
گاڑی کی بریک سے فلک اچھل کر زرا گلی سیٹوں کے درمیان پھنسی
آ نکھیں کھولیں تھیں

گاڑی کی چھت کو دیکھتی وہ اٹھ کر کچھ سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی
مگر دوسری طرف سے دروازہ کھولے کھڑے شیرو کو دیکھ کر اس کے گلے میں کانٹے اگ
آئے تھے

شیرو کے ماتھے پہ ننھے ننھے سے پانی کے قطرے ابھر رہے تھے
اپنی جان کو خود ہی عزاب میں ڈال گیا تھا وہ
نیچے اترو میری بلبل مگر وہ بیٹھی رہی
شیرو نے اسے کھیچ کر نیچے اتارا اور گھسٹتے ہوئے اندر لے گیا
سب ٹھیک ہے ناں

عباس جی سائیں سب ٹھیک ٹھاک ہے
فلک اپنی کلائی پھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی
مگر وہ ایک مرد کی گرفت تھی شیرو نے اسے خونخوار نظروں سے گھورا
اور صوفے پہ بیٹھ دیا

میں تمہارا خون پی جاؤں گی بھیڑیے
اللہ کا قہر نازل ہو گا تم پہ
تم نے میرے جوان بھائی کو مار دیا

بوڑھی باپ کو مار دیا
شیبیبی شی شی

اس نے اپنے ہونٹوں پہ انگلی رکھ کر اسے چپ کرے کا اشارہ کیا
مگر وہ اتنی آگ بگولہ ہو رہی تھی کہ اس نے

اس کے منہ پہ تھوک دیا

اس نے منہ پیچھے پیچھے صوفے کی جانب موڑ کر خود کو پچایا
اور اگلے ہی پل فلک پہ بانٹوں کی بوچھاڑ کر دی

عورت ہے عورت بن کر رہے

میرے سامنے مردوں والے کام کیا تو

اس بھی برا حشر کروں گا

تیرا

دل نہیں۔ بھرا رہتا ابھی

بابا اور ارمان کی قاتل تو ہے

تو نے قتل کیا ہے ان کا

میری سیدھی سی بات سمجھ جاتی تو

یہ نوبت ہی

نہ آتی میری مردانگی جو آج کے بعد لاکر اتو

دیکھ فلک احسان

میں تیری بوٹی بوٹی کروں گا مگر تجھے ماروں گا نہیں

تمہیں اپناؤں گا بھی نہیں اور تمہیں چھوڑوں گا بھی نہیں

تیری اس زبان کو سب سے پہلے کاٹوں گا

پوری رات ہے تیرے پاس

صبح مجھے تم سے نکاح کرنا ہے

اور میں چاہتا ہوں تم اپنی خوشی سے میرے اس آؤ

ورنہ تم مجھے اچھے سے جان گئی ہوگی جو کسر رہے گی تھی

اس نے ایک جھٹکا دیا فلک کو اور وہ زمین بوس ہو گئی

اس کے منہ ناک ماتھے پہ چوٹ آئی تھی

مگر اسے یہاں پانی کا گلاس دینے والا

بھی کوئی نہیں تھا

اسے بے حد بالے کی یاد آئی تھی

یا اللہ میرے بھائی مجھ سے اتنی محبت کرتے تھے اور میں سمجھ ہی نہ سکی ان کی محبت کو اور

میرے بابا

اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کے دریا بہہ رہے تھے

وہ کتنی بے بس تھی ناں پتہ نہیں بابا کیسے ہوں گے

ارمان بھائی کیسے ہوں گے

کیونکہ فلک کو یقین ہی نہیں آ رہا تھا

کہ وہ اب اس دنیا میں نہیں رہے تھے

بابا اس کے آگے کیسے ڈھال بن کر کھڑے تھے

وہ تو ڈر رہی تھی

ساری رات خوف کے مارے سو نہیں سکی تھی

مگر ان کے دل میں ڈھکی چھپی محبت

اسے ان کے آخری وقت میں پتہ چلی تھی

وہ ان کی سختی کو کچھ اور ہی سمجھتی رہی

کاش بابا مجھے آپ مل جائیں

کاش میرے بھیا اور بابا کو کچھ نہ ہوا ہو

اللہ تمہیں غارت کرے شیر و

تم کی کے نہیں رہو

میری بددعا ہے تمہیں

تم اکیلے رہ جاؤ تم کھودو کاش اپنوں کو

اور تمہیں بھی پتہ چلے اپنوں کا دکھ کیا ہوتا ہے

وہ سجدے کی حالت میں زار و قطار رو رو کر ہلکان ہو گئی تھی

وہ بس کچن تک گئی تھی

ایک گلاس پانی کا پیا اور پھر رونے بیٹھ گئی

ساتھ ساتھ وہ کچھ پلان بھی سوچ رہی تھی

اسے اب ایسا کام کرنا تھا کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے

اسے یہ بھی یقین تھا کہ بالے اور جبران بھائی اسے ڈھونڈنے میں کامیاب ہو جائیں گے

تب تک مجھے نکاح سے بچنا ہوگا

اور یہ کیسے کرنا ہے وہ اسی کے متعلق سوچ رہی تھی

وہ کال پہ جلد بازی میں اپنے متعلقہ تھانے پہنچا تھا
نفری تیار کھڑی تھی

اسے کال پہ ہی بتا دیا گیا تھا کہ چارچک راجگان بھگوڑے کے چک میں دو قتل ہو گئے ہیں
اور اسے موقع واردات پہ پہنچا تھا

اسے جوائیڈریس بتایا گیا تھا

اس کا سن کر اس کے اوسان خطا ہو گئے تھے

وہ جلد از جلد وہاں پہنچا چاہتا تھا

جنازہ ہو چکا تھا تب فین بھی ہو چکی تھی
مگر

جبران بھائی ابھی گھر نہیں لوٹے تھے

وہ موقع واردات دیکھ کر ملازمین کے بیان لیتا

اس مانوس گھر کو دیکھتے ہوئے

اس کی آنکھوں سے دو آنسو گرے تھے

وہ وائٹ ہاؤس آج بھی اتنی ہی شان و شوکت سے کھڑا تھا

مگر اس کے مکین منوں مٹی تلے جاسوئے تھے

وہ سوچتا ہوا

اپنی ویزل میں بیٹھ کر تھانے روانہ ہو گیا تھا
کیونکہ اسے اب جلد فلک احسان دانش تک پہنچنا تھا
اسے کچھ بھی کر کے ڈھونڈنا ہو گا مجھے
میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا شیر زمان
صبح جا سورج کو شش کروں گا تیری سزاؤں کا ہو
وہ خود کلامی کرتا آگے بڑھ گیا



ہر ایک دکھ کا مداوا تو نہیں ہوتا

مگر مکافات عمل ضرور ہوتا ہے

کسی کو انتظار کرنا پڑتا ہے تو

کسی کو اس کا صلہ جلد مل جاتا ہے

اللہ کے ہاں ہر زی روح کا حساب کتاب برابر ہونا ہے

ظالم ظلم کر کے بھول بھی جائے
 مگر اللہ اسے اپنے ہونے کا ایک بار احساس ضرور دلاتا ہے
 شیر زمان تمہارے لیے ایک بری خبر ہے
 وہ جیل کی سلاخوں کے پیچھے کھڑا تھا
 جب ایک کانسیٹبل نے اسے ایک بری خبر کی اطلاع دی
 شیر نے اکرٹی ہوئی گردن کو زرا اور اونچا کیا تھا
 کیا بکواس کر رہے ہو اب کیا بری خبر ہے
 آپ چلیں باہر گاڑی میں ایس پی آپ کا انتظار کر رہے ہیں
 وہ ہی آپ کو سب بتائیں گے
 میں کچھ نہیں کہہ سکتا
 وہ اسے ہتھ کڑی پہناتا باہر نکل گیا

ہائے ہائے ظلم ہو گیا ان معصوموں پر
 آہ لگ گئی اس گھر کو

دو خاندان کسے دیکھتے دیکھتے ایک ماہ میں ہی اجڑ گئے

اللہ ایسی موت کسی کو نہ دے

اللہ ایسا دکھ کسی کو نہ دے

لوگ آپس میں ہاتھ مل رہے تھے

افسوس کر رہے تھے

عورتیں چہ مگوئیاں الگ کر رہی تھیں

تو شیر و نے کون سا اچھا کیا ان کے ساتھ

اپنی منگ کو نہ چھوڑتا

پر یہ کیا طریقہ ہے فلک کے بوڑھے باپ کو بھی مار دیا

اس کے جوان بھائی کو بھی پھر بھی دیکھ دو نوں بہن بھائی

کیسے اس کے حصے کا کام کر رہے ہیں

جتنے منہ اتنی باتیں ہو رہی تھیں

مجھے تو یہ ایکسیڈنٹ نہیں لگتا

یہ کوئی منصوبہ ہی تھا

نہیں بہن جبر ان کو میں اچھے سے جانتی ہوں

وہ ان معصوم بچوں پہ ایسا ظلم نہیں کر سکتا

وہ شیر و جیسا درندہ صفت نہیں ہے
عورتوں کی قیاس آرائیاں جاری ہی رہتی
اگر پولیس کی موبائل سے نکلے شیر و کونہ دیکھ لیتیں

شیر و موبائل اپنے گھر کے سامنے رکتے دیکھ کر
گھبرا یا تھا

اس نے ایس پی کی طرف نگاہ دوڑائی تھی
جو اپنی کیپ سیدھی کرتا اس کی طرف بڑھتا تھا
آؤ شیر و تمہارے گناہ کی سزا کسی اور کو مل گئی ہے شاید
تمہیں سیدھا راستہ نظر جائے
وہ آگے بڑھتا مگر تین تین جنازے ایک ساتھ پڑے دیکھ کر
اس کے قدم تھم گئے تھے

اس کے جسم سے کسی نے جان نکال دی
جب وہ اپنے چھوٹے بھائیوں صادق
حادث اور اپنی ماں کی شکل نظر آئی تھیں

ایک ٹرک ڈرائیور نے ان کی گاڑی کو ٹکرامار کر اٹا دیا تھا جس سے آنٹی اور حادق صادق اور ڈرائیور بھی موقع پر ہی جاں بحق ہوئے ہیں ایس پی نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا تھا بہت خوب ایس پی اقبال عارف بہت اچھی چال چلی تم نے جبران کے ساتھ مل کر اس وقت میں بے بس ضرور ہوں مگر کمزور نہیں ہوں اب تک میں پچھتا رہا تھا مگر آج کے بعد مجھے کچھ بھی کھونے کا ڈر نہیں رہے گا وہ ان لاشوں سے لپٹ لپٹ کر رو رہا تھا جب جنازے کے لیے لوگوں نے کندھا دیا تھا اسے سنبھال بھی وہی رہے تھے جسے اس نے بے بنیاد اپنی آنا کی کی تسکین کے لیے خون کر دیا تھا اس کے ماموں بھی پیش پیش تھے اس غم میں اور وہ جانتے تھے کہ سچ یہی تھا کہ وہ چار موتیں ایکسیڈنٹ سے ہی ہوئی ہیں

اس میں جبران یا ایس پی اقبال عارف کا کوئی قصور نہیں تھا
 جنازہ پڑھا جا چکا تھا اقبال عارف موبائل کی طرف آرہے تھے
 جب پیچھے سے اسے کانسیٹبل کے ساتھ آتے شیر زمان نے آواز دی تھی
 اس نے جھکی ہوئی نگاہوں سے ایس پی سے
 قبرستان چلنے کی ریکوئسٹ کی تھی
 وہاں کھڑا ہر شخص حیران ہوا تھا
 جب جبران کے منع کرنے کے باوجود بھی وہ اسے قبرستان لے گیا تھا

اقبال عارف کو جبران نے صبح سے ڈیرے پہ بلوایا ہوا تھا
 مگر جبران خود نہ جانے کون سے کام میں لگا ہوا تھا
 فلک کو بازیاں کروانے کے بعد ایک دفعہ بھی وہ فلک کو نہ دیکھ سکا تھا
 ابھی وہ اندر جانا بھی چاہتا تھا مگر اسے اب احتیاط بھی کرنا تھی جو راز وہ سولہ سال سے ان گھر
 والوں سے چھپاتا پھرتا تھا
 آپ بے آپ کو بھی نہیں کہہ پاتا تھا اس کو آج بھی عیاں کرنے سے ڈرتا تھا وہ

اسے مرحوم احسان دانش کے ان بھی وہ جملے یاد تھے جب وہ کسی چھوٹے خاندان کے آفیسر کو دیکھ کر کہا کرتے تھے

یہ اپنی رعایا ہے کے بچے ناں ڈی سی بھی لگ جائیں تو کیا ہوا
رہیں۔ گے تو رعایا کی ہی اولاد نہ اور سب وڈیرے ہسنے لگے تھے
بالا ڈرنک سروو کرتا ہوا گھبرا گیا تھا
کیونکہ تب اسے سمجھ نہیں تھی
وہ مسکراتا ہوا اٹھا تھا

وہ فلک کو ایک سلام تو کر ہی سکتا تھا

اس نے گھڑی پہ نگاہ دوڑائی
جو پانچ بج رہی تھی اس نے تھانے جانا تھا
کالز پہ کالز آ رہی تھیں

مگر محبوب کے در پر آ کر

محبوب کا نہ دیکھنا بھی برداشت سے باہر کام ہے

اسے قدم آگے ہی بڑھائے تھے کہ سامنے سے جبران کو دیکھتا وہ کھسیانا ہنسی ہنساتھا
لگتا ہے

تمہارا دیدار آج بھی نہیں ہوگا

وہ دل میں ہی سوچتا جبران سے مصافحہ کرتا دوبارہ صوفے پہ بیٹھ گیا تھا

مگر دھیان اس کا اب صرف ادھر ہی تھا

تمہیں انتظار کرنا پڑا ہوگا بالآخر

جی میں اب نکلنے ہی والا تھا بہت ہی کالز آرہی تھیں

آپ جلدی کام بتائیں کیسے یاد کیا تھا مجھے

اس کے سامنے کچھ خالی برتن دیکھ کر جبران نے اس سے پوچھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی

تمہیں پتہ ہے یہ گاؤں ہمارا ہے

اور تمہیں اس تھانے میں تعینات کروانے کا میرا ایک ہی مقصد تھا کہ تم اپنے ہی گاؤں

کے بندے ہو

جی جی

میں سن رہا ہوں جبران بھائی

بھائی نہیں ہوں میں تیرا بالآخر

مت بھول اپنی اوقات سائیں کہے مجھے سائیں

جبران صاحب وہ کھڑا ہوا تھا اور اپنی کیپ جو اس نے اتار کر ساتھ رکھی تھی اٹھا کر سر پر لی اور چھڑی اپنے دوسرے ہاتھ پہ مارتا

جبران سے مخاطب ہوا تھا

میں اس وقت نہ وہ ڈرا سہما بالا ہوں

اور نہ ہی اب آپ کا رعایا ہوں

میں اس وقت وردی میں صرف ایک ذمہ دار ایس پی اقبال عارف ہوں

آپ کی عزت کو مد نظر رکھتے ہوئے آپ کے بلاوے پہ آگیا تھا میں

ورنہ جس کو مجھ سے کام ہو وہ مرے تھانے میں ہی آتا ہے

وہ بھی ٹائم کے کر

وہ اس کی نظروں میں گھورتا جتنا نہیں بھولا تھا

جبران کے جبرے تنے تھے مگر وہ کچھ سوچ کر خاموش ہو گیا

بہت پر پرزے نہیں نکالنا بالا ورنہ تو جانتا ہے

ہم جدی پشتی رئیس زادے کچھ بھی کر سکتے ہیں کچھی بھی نہیں

اقبال عارف نے جواب دینا مناسب نہ سمجھا

اور اپنی گاڑی میں بیٹھ کر تھانے جانے کی بجائے گھر روانہ ہو گیا تھا

اس نے گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے اس مغرور حویلی کو بڑی چاہت سے دیکھا تھا
کیونکہ وہ جانتا تھا

اس میں بسنے والے کبھی اسے فلک نہیں دیں گے
وہ کبھی ان کے برابر نہیں آ سکتا تھا

مگر اسے آج فلک سے ہر حال میں ملنا تھا
یہ اس کے عشق کی ضد تھی

سمجھتے کیا ہیں نہ جانے یہ حویلی کے لوگ خود کو رسی جل گئی مگر بل نہیں گیا
اتنا کچھ ہو گیا مگر خود کو اب بھی ناخدا سمجھ رکھا ہے

وہ بڑبڑاتا گھر میں داخل ہوا تھا
اپنے کمرے میں آتے ہی اس نے یونیفارم چیلج کیا اور سول ڈریس پہنے دوبارہ باہر نکل گیا
اس کے پاس بس ہاف گھنٹہ فرمی تھا

اسی میں اسے سب کرنا تھا
اس کے بعد وہ کسی اطلاع کے مطابق اسے ریڈ کرنا تھی

وہ ان کے گھر کے ایک ایک چپے سے واقف تھا

اس وقت گھر کا کون مکین کہاں ہوتا تھا وہ جانتا تھا
 اور جبران بھائی بھی اس وقت اپنے ڈیرے پہ بیٹھے
 اپنی محظلوں میں مصروف تھے جب وہ چپکے سے پچھلے دروازے پہ دستک دیتا اندر آیا تھا
 حویلی والے بھلے اس کی عزت نہ کرتے تھے مگر اس گھر ملازمین کا آنکھ کا تارا تھا وہ اسی
 لیے وہ آسانی سے اندر آگیا تھا
 رحمۃ بوا

میرا کچھ سامان رہ گئی تھا ادھر وہ لینے آیا ہوں
 مجھے تو معلوم نہیں ہے
 بیٹا

(اور تجھے بوہت بوہت مبارخ ہو ان کی مقامی زبان تھی یہ)
 اس نے اپنا سر جھکاتے ہوئے ان کا پیار لیا اور مسکرا دیا
 آپ فلک بی بی کو بلا دیں میں ان سے پوچھ لوں گا
 اچھا بیٹا میں بلاتی ہوں
 اور وہ آگے بڑھ گئی
 اور تھوڑی دیر بعد

اس کے پیچھے دوپٹے کو ٹھیک کرتی فلک کو بھی ساتھ لائی تھی
آپ یہاں کیوں میں یہاں نہیں آسکتا اس نے بات پوری ہونے سے پہلے ہی بات کاٹ
دی

ٹائم بہت کم ہے میرے پاس اے جان اقبال
تمہیں دکھنے کو من تھا سو چلا آیا ہوں

یہ لویہ گفٹ ہے اب جاؤ اپنے روم میں میں چلتا ہوں
کوئی ہمیں یہاں کھڑا ہوا دیکھے تو نہ جانے کیا
قیامت برپا ہوگی

وہ اسے بغور دیکھتا ہوا
باہر نکل گیا



فلک نے کمرے میں آتے ہی دروازہ بند کیا اور خوبصورت سے پیک شدہ گفٹ کو باہر نکالا
اس کے چہرے پہ قوس و قزح کے ہزاروں رنگ بکھرے تھے

اور وہ ایپل فون کو ہاتھ میں پکڑتی کسی گہری سوچ میں چلی گئی تھی
 اس دن اگر اقبال نہیں آتا تو کیا اس کا نکاح زبردستی شہر سے ہو جاتا
 صبح صبح وہ نماز کے لیے اٹھی تھی جب بھاری بوٹوں سے کسی نے دروازہ دھڑ دھڑایا تھا
 شہر سے اٹھنے سے پہلے ہی کنڈی چند ٹھوکروں سے کھل گئی تھی
 اور شہر و کون سا ان کاموں کا
 پکا کھلاڑی تھا سو وہ موبائل فون کی وجہ سے پکڑا گیا تھا
 اور فلک اقبال عارف کو یونیفارم میں دیکھ کر حیران رہ گئی تھی
 کیونکہ وہ جس اقبال عارف کو جانتی تھی وہ تو بس سیدھا سادہ لگتا تھا
 اس کے موبائل پہ خوبصورت سی بیل بجی تھی جب فلک نے ڈر کر موبائل اپنے کان سے
 لگایا تھا

www.urdu novels mania .com

میرے محبوب کو گفٹ کیسا لگا

بہت اچھا لگا اقبال

اقبال نہیں جان بالے ہوں میں تمہارا بس اقبال تو میں دنیا کے لیے ہوں

تم نے کب پڑھا اتنا بالے اور مجھے کیوں نہیں بتایا

بس جب تم نے میٹرک کے امتحان دے تھے تب میں نے بھی دیے تھے

اور اس کے بعد شہر جا کر ایڈمیشن لے لیا اور اس میں بڑا ہاتھ بوار حمیتے کا
اور منشی جی کا بھی تھا

تمہیں سر پرانز دینا چاہتا تھا
مگر ایسے سر پرانز دوں گا میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا فلک ایم سوری اب تم اداس مت ہو
جانا

موبائل چارج کر لینا
میں ڈیوٹی پہ ہوں تھوڑا لیٹ کال کروں گا
مگر تم سو جانا میری کال کا انتظار مت کرنا
دیر بھی ہو سکتی ہے
اللہ حافظ
وہ کہتا کال ڈسکنٹ کر گیا

جبران کا آدھی رات کو بری طرح سے دروازہ پیٹتا طفیل حواس بانختہ ہو رہا تھا
کیا مصیبت ہے اس وقت کون آگیا ہے
سائیں آپ کے لیے کال ہے اپ کا نمبر بند تھا

یہ لیں کال سن لیں تم جاؤ میں کال کر لیتا ہوں
وہ کا ملاتا ہوا

جنید سے بولا

سائیں ہمارا اسلحہ پکڑا جا چکا ہے

کیا بکواس کر رہا ہے

تیرا دماغ چل گیا ہے کیا

انے ایس پی کو ہاتھ میں نہ کر کے۔ بہت بڑی غلطی جری ہے سائیں

وہ موقع پہ ہی پہنچ گیا اور شپ میں اتارنے سے پہلے ہی اس نے اپنے قبضے میں کر لیا ہے
سب

ہمارے دوسا تھی بھی پکڑے جا چکے ہیں میں زرا سائیڈ پہ تھا اس لیے بچ گیا

ٹھیک ہے میں اس ایس پی سے نمٹتا ہوں تم پتہ کرو یہ سامان لے کر کہاں جاتا ہے ابھی

جی سائیں میں پتہ کرتا ہوں

وہ موبائل بند کرتا

واپس مڑا تھا جب ایس پی اقبال عارف نے اسے گردن سے پکڑ کر گاڑی میں بٹھا دیا تھا

وہ اسے تھانے میں بند کرتا گھر کو روانہ ہو گیا
 مگر صبح ان مجرموں کی وجہ سے جلدی تھانے آپہنچا تھا
 اس نے ان سے تفتیش کرنی ابھی شروع ہی کی تھی کہ
 جبران دانش کی آنے کی اطلاع ملی اسے
 اس نے ان کو باہر بٹھانے کا بول کر
 اپنے روم میں جا بیٹھا تھا

جب جبران دروازہ کھولتا ہوا اس کی سمت آگے بڑھا
 سر میں نے انہیں روکنے کی بہت کوشش کی مگر یہ مانے ہی نہیں
 تم جاؤ میں دیکھتا ہوں
 اس نے ہاتھ کے اشارے سے کانسٹیبل کو جانے کا کہا

ایس پی تم نے کاجرم میں میرے آدمی جنید کو اندر کیا ہے
 تمہیں کل میں نے وارننگ دی تھی کہ یہ میرا تھانہ ہے یہ میرا علاقہ ہے
 تمہیں معاف کر دیتا ہوں آج پہلی غلطی تمہاری اس لیے کہ شاید تمہیں معلوم نہیں تھا کہ وہ
 آدمی کس کا تھا مگر آئندہ یاد رکھنا
 جبران دانش اس نے دانستہ صاحب نہیں لگایا تھا

میں یہاں رشتے داریاں نبھانے نہیں بیٹھا اور نہ ہی احسان کے بدلے چکانے
یہ وردی پہننے ہوئے میں نے قسم کھائی تھی
اور جو اس ملک کا دشمن ہے وہ میرا بھی دشمن ہے اور آپ کا بھی
آپ اپنے آدمی کو تو چھڑوانے آگئے ہیں
مگر اس غیر قانونی اسلحے کا کون ذمہ دار ہے
کون سا اسلحہ

تم مجھ سے ڈیرے پہ آ کر ملو
ایس پی میں تمہیں ایک سال کا راشن پانی دے دوں گا
اور تمہیں رات کو مرگشت کی بھی ضرورت نہیں پڑے گی آرام سے ڈیل کر کے عیش سے
زندگی بسر کرو

www.urduNovelsMania.com

میں کسی وجہ سے آپ کا لحاظ کر رہا ہوں
ورنہ رشوغ آفر کرنے کے جرم میں ابھی اندر کر دیتا
اس کے سامنے فلک اکھڑی ہوئی تھی
وہ جانتا تھا اس کا یہ بھائی اسے خود سے زیادہ پیارا تھا
اس نے سر کو جھٹکا چلیں جائیں آپ یہاں سے اس سے پہلے کہ میں کوئی گستاخی کر بیٹھوں

آیس۔ پی اس نے چیخ کر میز پہ مکا مارا اور دروازہ کھولتا باہر نکل گیا
جبران دانش نے کسی کو کال کی اور گاڑی میں بیٹھ کر رات ہونے کا ویٹ کرنے لگا

نیوز بریکنگ ایس ایس پی اقبال عارف کی گاڑی پہ اندھا دھند فائرنگ
ایس پی اقبال عارف اس وقت زخمی حالت میں ہسپتال منتقل مگر ابھی انہیں کسی خطرے
کے تحت خفیہ طور پہ رکھا گیا ہے علاج جاری ہے
فلک احسان دانش نے ٹی وی لاونچ میں لگے اس سکرین پہ یہ خبر سنی اور اپنے روم میں
بھاگی تھی

کال پہ کال جا رہی تھیں مگر کوئی فون نہیں اٹھا رہا تھا
اس نے فون بیڈ پہ بٹچ دیا
اگر کال ہی نہیں اٹھانی تھی تو موبائل کیوں لے کر دیا تھا
وہ غصے سے لال ہوتی صوفے پہ بیٹھی تھی جب موبائل دوبارہ بجاتا تھا
اس نے لپک کر کال اٹھائی تھی

کیا ہوا فلک خاموش کیوں ہو
کیا ہوا تمہیں تم ٹھیک ہوناں

اتنی فکر ہے کیا اپنے بالے کی

نہیں میں تو بس خیر خیریت پوچھنا چاہتی تھی
اچھا واقعی

وہ اسے خاموش ہوتے دیکھ کر پھر سے بولا تھا

میں ٹھیک ہوں فلک اور تم سے ملنا چاہتا ہوں

تم رحمت بوا کے ساتھ شہر آ جاؤ اور موبائل ساتھ لے آنا

اچھا ٹھیک ہے میں کل آتی ہوں

فلک ایک بار پھر ماوتھ پیس سے آواز ابھری اپنا آئی ڈی کارڈ بھی لے آنا

اچھا ٹھیک ہے

کوئی آ رہا ہے میں موبائل رکھتی ہوں

www.urdu novels mania.com

اللہ حافظ

چھ سال بعد ایس پی ہاؤس کی رونق ایک بار پھر

بے رونق ہوئی تھی

اقبال عارف دشمن کو بھولا نہیں تھا مگر اسے تقدیر ایسے بھی سامنے لائے گی اس نے سوچا بھی نہ تھا

اقبال عارف اپنی پانچ سالہ بیٹی کی گمشدگی پہ ایک بار پھر ٹرپ اٹھا تھا

فروہ پارک میں جھولا جھولتے گر گئی تھی جب

جبران دانش کی اس بچی پہ نظر پڑی تھی

وہ اتنی خوبصورت بچی تھی کہ جبران نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی جانب بھاگا تھا

مگر دو ہاتھوں کو اس کی طرف بڑھتا دیکھ کر

اس کے قدم وہی رک گئے تھے اس نے پیٹھ پھیر لی تھی

فلک فروہ کو اٹھاتی گھر کی جانب بھاگی تھی

جبران دانش اس کے پیچھے گیا تھا فلک یہ نہیں جان پائی کہ کوئی اس کا پیچھا بھی کر سکتا ہے

دروازہ بجا تھا فلک نے سمجھا اقبال ہوگا مگر

آپ بھائی تم نے کیا سمجھا تھا میں تمہیں ڈھونڈ نہیں سکوں گا اس نے فلک کے منہ پہ تھپڑ
رسید کیا تھا

مجھے معاف کر دیں بھائی

بکواس بند کرو اپنی اور مت کہو مجھے بھائی مجھ سے چلو میرے ساتھ

انتل میلی ماما تو مت مالیں

فروہ اپنی تو تلی زبان میں ماموں کے آگے آئی تھی

بالا کہاں ہے اسے بلاؤ ادھر فوراً

اقبال نے دروازے پہ دستک دی تھی

آپ یہاں وہ جبران کو دیکھ کر دنگ رہ گیا تھا

جبران نے اس پہ پسٹل تان لی تھی

نہیں بھائی انہیں معاف کر دیں

چل ہٹ یہاں سے یہ کیا سمجھا تھا مجھے جیل بھجوا کر

یہ میری عزت کے ساتھ کھیلے گا

فروہ ایک بار پھر بیچ میں آئی تھی

وہ اتنی پیاری سی بچی کو دیکھ کر جبران پگھلا تھا

مگر اس کی آنکھوں میں اقبال کے لیے نفرت سی تھی
 فروہ روتے ہوئے ماموں کے قدموں سے لپٹی تھی
 جیسے جبران نے اٹھایا تھا

جبران کے کالے دھندے کا راز کے ساتھ ایس پی اقبال عارف پہ قاتلانہ حملہ کے جرم
 ثابت ہو چکا تھا
 جس کی وجہ سے وہ جیل چلا گیا
 اور پھر جلد باہر بھی آ گیا تھا
 شیرو نے معافی مانگ لی تھی اور اس کا بھی کیس واپس لے لیا تھا
 جبران نے

مگر وہ اپنی ہٹ دھرمی سے بعض نہیں آیا تھا
 اقبال نے فلک کو شہر بلا کر اس سے نکاح کر لیا
 اور پھر رشتہ کا پیغام پہنچایا تھا
 جسے نہایت نخوت سے ریجکٹ کیا گیا
 وہ بھی ایس ایس پی اقبال تھا

اسے لوگ سادہ لوح سمجھتے تھے

اس نے ریڈ پڑوا کر اپنی بیوی کو بازیاب کروایا اور
آسلام آباد شفٹ ہو گئے

اقبال آج بھی فلک سے اتنی ہی محبت کرتا تھا جتنی وہ چھ سال پہلے کرتا تھا
اللہ نے ایک سال بعد فروہ بیٹی سے نوازا دیا اور
وہ دونوں اسے پا کر دنیا جہان بھول گئے تھے
جبران نے اپنی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے
اسے گاؤں آنے سے منع کر دیا مگر

فروہ کا وہ ماموں بن کر انہیں معاف کر گیا
اور آخر میں اس نے بہن کو دعا ص ہوئے رخصت ہو گیا
اس نے پلٹ کر ایک برہن کو دیکھا اور دل میں کہتا باہر نکل گیا

عشق رہے آباد تیرا صدا

ختم شد